آسمانی آفات ومصائب
اُترنے کے اَسباب اور اُن کا حل

مفتی محمد راشد ڈسکوی
دار الافتاء جامع مسجد اشتیاق، ڈسکہ، سیالکوٹ

عام طور پر ماہِ صفر المظفر کے بارے میں یہ غلط گمان کیا جاتا ہے کہ اِس مہینے میں آسمان سے آفات، مصائب اور بلائیں اُترتی ہیں، جب کہ شریعت کی روشنی میں ہمیں اِس کے برعکس یہ نظر آتا ہے کہ آسمان سے مصائب اور بلائیں وآفات اُترنے کا سبب اِنسان کے اپنے گناہ اور اُس کی بداعمالیاں ہیں، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

’’ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ‘‘ (الروم:۴۱)

ترجمہ: ’’خشکی اور تری میں فساد اُن (گناہوں) کے باعث پھیل گیا ہے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمار کھے ہیں، تاکہ (اللہ) اُنہیں بعض (برے) اَعمال کا مزہ چکھادے جو اُنہوں نے کیے ہیں، تاکہ وہ باز آجائیں۔‘‘

’’خشکی سے مراد‘‘ انسانی آبادیاں اور ’’تری سے مراد‘‘ سمندر، سمندری راستے اور ساحلی آبادیاں ہیں۔ ’’فساد‘‘ سے مراد ہر وہ بگاڑ ہے جس سے اِنسانوں کے معاشرے اور آبادیوں میں امن و سکون تہ وبالا ہوجاتا ہو، اور اُن کے عیش وآرام میں خلل واقع ہو، اِس لیے اِس (فساد) کا اِطلاق معاصی وسیئات پر بھی صحیح ہے کہ انسان ایک دوسرے پر ظلم کررہے ہیں، اللہ کی حدود کو پامال اور اَخلاقی ضابطوں کو توڑ رہے ہیں اور قتل وخونریزی عام ہوگئی ہے اور اُن ارضی وسماوی آفات پر بھی اِس (فساد) کا اِطلاق صحیح ہے جو اللہ کی طرف سے بطور سزا وتنبیہ نازل ہوتی ہیں، جیسے: قحط، کثرتِ موت، خوف، وبائیں اور سیلاب وغیرہ۔ مطلب یہ ہے کہ جب اِنسان اللہ کی نافرمانیوں کو اپنا وطیرہ بنالیں تو پھر مکافاتِ عمل کے طور پر اللہ

تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کے اَعمال وکردار کا رُخ برائیوں کی جانب پھر جاتا ہے اور زمین فساد سے بھر جاتی ہے، اَمن وسکون ختم اور اُس کی جگہ خوف و دہشت، لوٹ مار اور قتل وغارت گری عام ہو جاتی ہے، اِس کے ساتھ ساتھ بعض دفعہ آفاتِ ارضی وسماوی کا بھی نزول ہوتا ہے۔ مقصد اِس سے یہی ہوتا ہے کہ اِس عام بگاڑ یا آفاتِ الٰہیہ کو دیکھ کر شاید لوگ گناہوں سے باز آجائیں، توبہ کرلیں اور اُن کا رجوع اللہ کی طرف ہوجائے۔ اِس کے برعکس جس معاشرے کا نظام اطاعتِ الٰہی پر قائم ہو اور اللہ کی حدیں نافذ ہوں، ظلم کی جگہ عدل کا دور دورہ ہو، وہاں اَمن وسکون اور اللہ کی طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے۔

جس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’حَدٌّ يُعْمَلُ بِهٖ فِي الْأَرْضِ خَيْرٌ لِأَهْلِ الْأَرْضِ مِنْ أَنْ يُّمْطَرُوْا أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا.‘‘ (سنن ابن ماجہ، الرقم:۲۵۳۱)

’’زمین میں اللہ کی ایک حد کو قائم کرنا وہاں کے انسانوں کے لیے چالیس روز کی بارش سے بہتر ہے۔‘‘

اسی طرح یہ حدیث ہے:

’’ والْعَبْدُ الفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ منهُ الْعِبَادُ والْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ.‘‘

(صحیح البخاری، الرقم:۶۵۱۲)

’’جب ایک بدکار آدمی فوت ہوجاتا ہے تو بندے ہی اس سے راحت محسوس نہیں کرتے، شہر بھی اور درخت اور جانور بھی آرام پاتے ہیں۔‘‘

آیتِ مبارکہ کے خلاصے کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ موجودہ صورتِ حال پر غور کرلے کہ فی زمانہ بے حیائی عام ہونا، ناپ تول میں کمی کرنا، لوگوں کے اَموال پر جبری قبضے کرنا، زکوٰۃ نہ دینا، جوا اور سود خوری وغیرہ، الغرض وہ کونسا گناہ ہے جو ہم میں عام نہیں، اور شاید اُنہی اَعمال کا نتیجہ ہے کہ آج کل لوگ اَیڈز، کینسر اور دیگر جان لیوا اَمراض میں مبتلا ہیں، ظالم حکمران اُن پر مقرر ہیں، بارش رُک جانے یا حد سے زیادہ آنے کی آفت کا یہ شکار ہیں، دشمن اُن پر مُسلَّط ہوتے جارہے ہیں، قتل وغارت گری اُن میں عام ہوچکی ہے، زلزلوں، طوفانوں اور سیلاب کی مصیبتوں میں یہ پھنسے ہوئے ہیں، تجارتی خسارے اور ہر چیز میں بے برکتی کا رونا یہ رو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا کرے اور اپنی بگڑی عملی حالت سدھارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یہاں بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ کافروں کے ممالک جہاں کفر وشرک اور زنا وگناہ سب کچھ عام ہے، وہاں فساد کیوں نہیں ہے؟ تو اِس کے دو جواب ہیں:

اول یہ کہ کفار کو دنیا میں کئی اعتبار سے مہلت ملی ہوئی ہے، لہٰذا وہ اُس مہلت سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ فساد اور بربادی صرف مال کے اعتبار سے ہی نہیں ہوتی، بلکہ بیماریوں اور ذہنی پریشانیوں بلکہ اور بھی ہزاروں اعتبار سے ہوتی ہے، اب ذرا کفار کے ممالک میں جنم لینے والی اور پھیلنے والی نئی نئی بیماریوں کی معلومات جمع کرلیں، یونہی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ دنیا میں سب سے زیادہ پاگل خانے، ذہنی مریض، دماغی سکون کی دواؤں کا استعمال، دماغی اَمراض کے مُعالجین، ذہنی مریضوں کے اِدارے اور نفسیاتی ہسپتال بھی اُنہی کفار کے ممالک میں ہیں اور اسی طرح دنیا میں سب سے زیادہ طلاقیں، ناجائز اولادیں، بوڑھے والدین کو اَولڈ ہومز میں پھینک کر بھول جانے کے واقعات، یونہی دنیا میں سب سے زیادہ خودکشیاں بھی اُنہی ممالک میں ہیں، جو ظاہراً تو بڑے خوشحال نظر آتے ہیں، لیکن اندر سے گل سڑ رہے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں انسانوں کی بداعمالیوں کے سبب حالات بگڑنے کا تذکرہ بہت تفصیل سے سامنے آتا ہے، ذیل میں احادیث کی روشنی میں بلائیں اُترنے کے اسباب اور احادیث کی روشنی میں ہی ان آفات کو دور کرنے کے حل ذکر کیے جاتے ہیں:

خیانت: ❶-’’إِذَا اتُّخِذَ الْفَيْئُ دِوَلًا‘‘ جب مالِ غنیمت کو اپنی ذاتی دولت سمجھا جانے لگے۔

❷- ’’وَالْاَمَانَةُ مَغْنَمًا‘‘ امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جانے لگے، یعنی: امانت کو ادا کرنے کی بجائے خود استعمال کرلیا جائے۔

عبادت میں حیلے بہانے: ❸-’’وَالزَّكَاةُ مَغْرَمًا‘‘ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جانے لگے، یعنی: خوشی سے دینے کی بجائے ناگواری سے دیا جائے۔

❹-’’وَتُعُلِّمَ لِغَيْرِ الدِّينِ‘‘ علم دین کے لیے نہیں بلکہ دنیا کے لیے حاصل کیا جانے لگے۔

قطع رحمی وقطع تعلقی: ❺- ’’وَاَطَاعَ الرَّجُلُ امْرَاَتَهُ‘‘ آدمی اپنی بیوی کی فرماں برداری، ❻-’’وَعَقَّ اُمَّهُ‘‘ اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنے لگے۔ ❼- ’’وَاَدْنٰى صَدِيْقَهُ‘‘، دوست کو قریب، ❽-’’وَاَقْصٰى اَبَاهُ‘‘ اور باپ کو دور کرنے لگے۔

شعائر اللہ کی توہین: ❾-’’وَظَهَرَتِ الْاَصْوَاتُ فِي الْمَسَاجِدِ‘‘ مسجدوں میں کھلم کھلا شور ہونے لگے۔

عہدوں اور مناصب میں بے دینی: ❿-’’وَسَادَ الْقَبِيْلَةَ فَاسِقُهُمْ‘‘ قوم کی سرداری فاسق کرنے لگے۔

⓫-’’وَكَانَ زَعِيمُ الْقَوْمِ اَرْذَلَهُمْ‘‘ قوم کا سربراہ قوم کا سب سے ذلیل آدمی بن جائے۔

⓬- ’’وَاُكْرِمَ الرَّجُلُ مَخَافَةَ شَرِّهٖ‘‘ آدمی کا اکرام اس کے شر سے بچنے کے لیے کیا جانے لگے۔

بے حیائی، فحاشی وعریانی: ⓭-’’وَظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ‘‘ گانے والی عورتوں اور

سازو باجے کا رواج ہونے لگے۔

⑭ -'' وَشُرِبَتِ الْخَمْرُ'' شراب کھلے عام پی جانے لگے۔

عجب وعدمِ اعتماد: ⑮ -'' وَلَعَنَ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اَوَّلَهَا'' اُمت کے بعد والے لوگ اپنے سے پہلے لوگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔

''فَارْتَقِبُوا عِنْدَ ذٰلِكَ'' (یعنی: جب یہ پندرہ کام ہونے لگ جائیں تو) اُس وقت انتظار کرو، ''رِيحًا حَمْرَاءَ'' سرخ آندھی کا، ''وَزَلْزَلَةً'' زلزلے کا، ''وَخَسْفًا'' زمین میں دھنس جانے کا، ''وَمَسْخًا'' آدمیوں کی صورت بگڑ جانے کا، ''وَقَذْفًا'' اور آسمان سے پتھروں کے برسنے کا، ''وَآيَاتٍ تَتَابَعُ كَنِظَامٍ قُطِعَ سِلْكُهُ فَتَتَابَعَ''، اور ایسے ہی مسلسل آفات اور بلاؤں کے آنے کا انتظار کرو جس طرح کسی ہار کا دھاگا ٹوٹ جائے اور اس کے موتی پے در پے جلدی جلدی گرنے لگیں۔

زنا کی کثرت: ⑯ -'' لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوا بِهَا إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا'' جب کسی قوم میں علی الاعلان بے حیائی ہونے لگے، تو ان میں طاعون پھیل جاتا ہے، اور ایسی بیماریاں جن کا پہلے نام ونشان نہ تھا۔ (سنن ابن ماجہ)

ناپ تول میں کمی: ⑰ -'' وَلَمْ يَنْقُصُوْا الْمِكْيَالَ وَالْـمِيْزَانَ إِلَّا أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ وَشِدَّةِ الْمُؤْنَةِ وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ'' جب قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگے تو ان کے درمیان قحط سالی، حالات کی سختیاں اور بادشاہوں کے ظلم وستم عام ہوجاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

زکاۃ نہ دینا: ⑱ - ''وَلَمْ يَمْنَعُوْا زَكَاةَ اَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ وَلَوْلَا الْبَهَائِمُ لَمْ يُمْطَرُوْا''، جب کوئی قوم زکاۃ دینا چھوڑ دیتی ہے تو ان سے بارشیں روک لی جاتی ہیں، اگر زمین پر چوپائے/ جانور نہ ہوں تو بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ برستا۔ (سنن ابن ماجہ)

بدعہدی: ⑲ -''وَلَمْ يَنْقُضُوْا عَهْدَ اللهِ وَعَهْدَ رَسُوْلِهٖ إِلَّا سَلَّطَ اللهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ فَاَخَذُوْا بَعْضَ مَا فِيْ اَيْدِيهِمْ''، جب لوگ اللہ اور اس کے رسول کے عہد وپیمان کو توڑ دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ان پر ان کے علاوہ لوگوں میں سے کسی دشمن کو مسلط کردیتا ہے، وہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا ہے ان سے چھین لیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

رشوت: ⑳ - ''مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرُّشَا إِلَّا اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ'' جس قوم میں رشوت کی وبا عام ہوجاتی ہے اس پر رعب مسلط کردیا جاتا ہے۔ (مسند احمد)

قرآن وسنت کے خلاف فیصلے ہونا: ㉑ -''وَمَا لَمْ تَحْكُمْ اَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللهِ وَ يَتَخَيَّرُوا مِمَّا

اَنْزَلَ اللّٰہُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰہُ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ'' جس قوم کے حکمران اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے اور جو اللہ نے نازل کیا ہے، اُسے اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ اُن میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

دنیا کی وقعت وعظمت: ۲۲-''إِذَا عَظَّمَتْ أُمَّتِيْ الدُّنْيَا نُزِعَ مِنْهَا هَيْبَةُ الْإِسْلَامِ'' جب اُمت دنیا کو بڑی چیز سمجھنے لگے گی تو اسلام کی ہیبت اس کے دلوں سے نکل جائے گی۔(جامع الصغیر)

امر بالمعروف کا ترک: ۲۳-'' وَإِذَا تَرَكَتِ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ حُرِمَتْ بَرَكَةُ الْوَحْيِ'' جب امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھے گی تو وحی کی برکات سے محروم ہوجائے گی۔(جامع الصغیر)

گالی گلوچ کی کثرت: ۲۴-'' وَإِذَا تَسَابَّتْ أُمَّتِيْ سَقَطَتْ مِنْ عَيْنِ اللّٰهِ'' جب امت آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ کی نگاہ سے گرجائے گی۔(جامع الصغیر)

قرآن وحدیث میں ان بلاؤں اور آفات کو دور کرنے کے اعمال واَسباب بھی مذکور ہیں، ذیل میں اشارۃً ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

۱-توبہ واستغفار کرنا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ لَزِمَ الاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.'' (سنن ابی داوٗد، الرقم:۱۵۱۸)

ترجمہ:''جو شخص پابندی سے استغفار کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ بنادیتے ہیں، ہر غم سے اُسے نجات عطا فرماتے ہیں اور اُسے ایسی جگہ سے روزی عطا فرماتے ہیں جہاں سے اُس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔''

۲-تقویٰ اختیار کرنا

قرآن مجید میں تقویٰ اختیار کرنے والے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا، وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ، وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ'' (الطلاق:۲،۳)

ترجمہ:''جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوگا اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اس (کا کام بنانے) کے لیے کافی ہے۔''

3- صدقہ دینا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا.'' (المعجم الاوسط، الرقم: ۵۶۳۹)

ترجمہ: ''صبح سویرے صدقہ نکالا کرو، کیونکہ بلائیں اس سے آگے قدم نہیں بڑھا سکتیں۔''

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلصَّدَقَةُ تَمْنَعُ سَبْعِيْنَ نَوْعًا مِنْ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ؛ أَهْوَنُهَا الْجُذَامُ وَالْبَرَصُ''

(تاریخ بغداد، الرقم: ۴۳۲۶)

ترجمہ: ''صدقہ ستر بلاؤں کو روکتا ہے جن میں سے سب سے چھوٹی بلا کوڑھ اور برص ہے۔''

4- ''لا حول ولا قوۃ إلا باللہ'' کی کثرت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

''أَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، فَإِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ.''

ترجمہ: ''لا حول ولا قوۃ إلا باللہ'' کثرت سے کہا کرو، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔''

حضرت مکحولؒ (تابعی) نے فرمایا: ''فَمَنْ قَالَ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، وَلَا مَنْجَا مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ"، كَشَفَ عَنْهُ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الضُّرِّ أَدْنَاهُنَّ الْفَقْرُ.'' (سنن الترمذي: ۳۶۰۱) کہ جو شخص یہ کہے ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَيْهِ'' یعنی: ضرر ونقصان کو (دفع کرنے کی) قوت اور نفع حاصل کرنے کی طاقت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات اسی (کی رضا ورحمت کی توجہ) پر منحصر ہے، تو اللہ تعالیٰ اس سے ضرر ونقصان کی ستر قسمیں دور کر دیتا ہے، جس میں ادنیٰ قسم فقر ومحتاجگی ہے۔

ایک اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ، كَانَ دَوَاءً مِنْ تِسْعَةٍ وَتِسْعِيْنَ دَاءً أَيْسَرُهَا الْهَمُّ.'' (المستدرک علی الصحیحین، الرقم: ۱۹۹۰)

ترجمہ: ''جو شخص ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' پڑھے تو یہ ننانوے (دنیاوی واُخروی) بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے ادنیٰ بیماری (دنیوی واخروی) غم ہے۔''

5- آیتِ کریمہ کو کثرت سے پڑھنا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’دَعْوَۃُ ذِی النُّوْنِ إِذْ دَعَا وَھُوَ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ: لَا إِلٰہَ إِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّيْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِینَ، فَإِنَّہٗ لَمْ یَدْعُ بِھَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللہُ لَہٗ.‘‘ (سنن الترمذی، الرقم:۳۵۰۵)

ترجمہ:’’حضرت ذوالنون (اللہ کے پیغمبر حضرت یونس علیہ السلام) جب سمندر کی ایک مچھلی کا لقمہ بن کر اس کے پیٹ میں پہنچ گئے تھے تو اس وقت اللہ کے حضور میں اُن کی دعا یہ تھی: ’’لَآ إِلٰہَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَکَ إِنِّيْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ‘‘ ارشاد فرمایا: ’’جو بھی مسلمان بندہ اپنے کسی معاملہ اور مشکل میں اللہ تعالیٰ سے ان کلمات کے ذریعہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قبول ہی فرمائے گا۔‘‘

قرآن وحدیث میں کہیں ان کلمات کو مخصوص تعداد میں پڑھنے کا تذکرہ نہیں، البتہ بزرگوں نے اپنے تجربات کی روشنی میں مختلف اعداد (۳۱۳ وغیرہ) بتائے ہیں، اُن میں سے کسی بھی عدد کو اختیار کیا جاسکتا ہے، لیکن قرآن وحدیث سے ثبوت کے بغیر کسی عدد کو مستحب نہیں کہا جاسکتا۔

❻-درود شریف کی کثرت کرنا

درود شریف کی کثرت پر ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ساری فکروں کو ختم فرمادیں گے اور تمہارے گناہ معاف کردیے جائیں گے:

’’عَنِ الطُّفَیْلِ بْنِ أُبَيِّ بْنِ کَعْبٍ، عَنْ اَبِیہِ، قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللہِ ﷺ إِذَا ذَھَبَ ثُلُثَا اللَّیْلِ قَامَ، فَقَالَ: یَآ اَیُّھَا النَّاسُ! اُذْکُرُوْا اللہَ، اُذْکُرُوْا اللہَ جَاءَتِ الرَّاجِفَۃُ، تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ، جَاءَ الْمَــوْتُ بِمَا فِیْہِ، جَاءَ الْمَــوْتُ بِمَا فِیْہِ، قَالَ أُبَيٌّ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللہِ! إِنِّيْ أُکْثِرُ الصَّلَاۃَ عَلَیْکَ، فَکَمْ اَجْعَلُ لَکَ مِنْ صَلَاتِيْ؟ فَقَالَ: مَا شِئْتَ. قَالَ: قُلْتُ: الرُّبُعَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ، قُلْتُ: النِّصْفَ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ، قَالَ: قُلْتُ: فَالثُّلُثَیْنِ، قَالَ: مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ لَکَ، قُلْتُ: اَجْعَلُ لَکَ صَلَاتِيْ کُلَّھَا، قَالَ: إِذًا تُکْفٰی ھَمَّکَ، وَ یُغْفَرُ لَکَ ذَنْبُکَ.‘‘ (سنن الترمذی، الرقم:۲۴۵۷)

❼-دعاؤں کا اہتمام کرنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’مَنْ فُتِحَ لَہٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ، وَمَا سُئِلَ اللہُ شَیْئًا یَعْنِيْ اَحَبَّ إِلَیْہِ مِنْ اَنْ یُسْاَلَ العَافِیَۃَ.‘‘

ترجمہ:’’تم میں سے جس کے لیے دعا کا دروازہ کھول دیا گیا تو اُس کے لیے رحمت کے

دروازے کھول دیئے گئے، اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔''

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللهِ بِالدُّعَاءِ.''

(سنن الترمذی، الرقم: ۳۵۴۸)

ترجمہ: ''دعا کارآمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہوں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، پس اے خدا کے بندو! دعا کا اہتمام کیا کرو۔''

''وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ'' (الانبیاء: ۸۳، ۸۴)

ترجمہ: ''اور ایوب (علیہ السلام) کی اس حالت کو یاد کرو، جبکہ اُنہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے، تو ہم نے اُن کی دعا قبول کرلی اور جو اُن کو تکلیف تھی وہ دور کردی اور اُن کو بال بچے بھی عطا فرمائے اور اپنی مہربانی کے ساتھ اتنے ہی اور (بخشے)، تاکہ سچے بندوں کے لیے سببِ نصیحت ہو۔''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ، وَ يَدِرُّ لَكُمْ اَرْزَاقَكُمْ؟ تَدْعُوْنَ اللهَ فِيْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ، فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ.'' (مسند ابی یعلی، الرقم: ۱۸۱۲)

ترجمہ: ''کیا میں تمہیں وہ علم بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے، اور تمہیں بھرپور روزی دلائے، وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو، رات میں اور دن میں، کیونکہ دعا مؤمن کا خاص ہتھیار یعنی: اس کی خاص طاقت ہے۔''

❽- اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا'' (النساء: ۱۴۷)

ترجمہ: ''اگر تم شکر گزار بنو اور (صحیح معنی میں) ایمان لے آؤ تو اللہ تمہیں عذاب دے کر آخر کیا کرے گا؟ اللہ بڑا قدر دان ہے، اور سب کے حالات کا پوری طرح علم رکھتا ہے۔''